بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Regd S. No. 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۲ ر

جمعرات

۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔اے

جلد ٦ | ۳ تبوک ۱۳۳۲ھ - ۳ ستمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۳۰

بھارتی پارلیمنٹ کے موجودہ کشمیری ممبروں کو فوراً علیحدہ کر دیا جائے

ڈوگرہ لیڈروں کا مطالبہ

سری نگر ۲ ستمبر۔ مقبوضہ کشمیر کے ڈوگرہ لیڈروں نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ بھارت پارلیمنٹ میں اس وقت کشمیر کے جو نمائندے ہیں۔ چونکہ انہیں شیخ عبداللہ نے نامزد کیا تھا۔ اس لئے ان کی بجائے اب نئے نمائندے نامزد ہونے چاہئیں۔ اور ان کی نامزدگی بخشی حکومت کو کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ نئی وزارت کی ترجمانی کر سکیں۔ ان لیڈروں نے کہا ہے۔ کہ نیشنل کانفرنس کے جنرل سکرٹری مولانا مسعودی نے جو بھارت پارلیمنٹ کے رکن بھی ہیں۔ شیخ عبداللہ کی رہائی کا مطالبہ کر کے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ کہ وہ اور ان کے رفقاء بخشی حکومت کے مخالف ہیں۔ اس لئے انہیں فوراً پارلیمنٹ کی رکنیت سے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔

سیلون ۲ ستمبر۔ لنکا کے ایوان نمائندگان میں حزب مخالف کی پیش کردہ عدم اعتماد کی قرارداد مسترد ہو گئی۔ اس موقعہ پر وزیر اعظم نے بحث کا جواب دیتے ہوئے بتایا۔ کہ ملک کی اقتصادی حالت نازک ہے۔

بمبئی میں ایک ہزار سے زیادہ کسانوں کو قانون کی خلاف ورزی کرنے پر گرفتار کر لیا گیا

بمبئی ۲ ستمبر۔ کل بمبئی سے ۵۵ میل دور ایک مقام پر ۱۰۵۵ کسانوں کو قانون کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدگان میں سوشلسٹ پارٹی کے چند مشہور لیڈر اور بمبئی اسمبلی کے رکن بھی شامل ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملک کی تاریخ میں بیک وقت اتنے اشخاص کو اس سے پہلے کبھی گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔

گرفتار شدہ کسانوں نے جن میں سے کوئی بھی ذاتی طور پر زمین کا مالک نہیں تھا۔ ایک ہزار ایکڑ کے رقبہ زمین پر زبردستی قبضہ کر کے اس پر ہل چلانا شروع کر دیا تھا۔ ان لوگوں کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ زمین حکومت کی طرف سے انہیں دے دینی چاہیئے۔ تاکہ ان کے روزگار کا انتظام ہو سکے۔

ایک سوشلسٹ لیڈر نے صورت حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا جب تک حکومت کسانوں کا مطالبہ پورا نہ کرے گی۔ ہزاروں کی تعداد میں کسان اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کرتے رہیں گے۔

اسرائیل کے اقتصادی محاصرے پر غور و خوض

عمان - ۲ ستمبر عرب ممالک کی ایک مشترکہ کانفرنس یہاں کل سے شروع ہوئی ہے جو ایک ہفتہ تک جاری رہے گی۔ اس کانفرنس کا مقصد اسرائیل کے اس اقتصادی محاصرے کو مضبوط بنانا ہے۔ جس کا آغاز عرب لیگ کے کہنے پر کیا گیا ہے۔

جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہونے والے مصری وفد کے قائد

قاہرہ ۲ ستمبر۔ جنرل اسمبلی کے ہونے والے اجلاس میں مصر کی طرف سے جو وفد شرکت کریگا اس کی قیادت مصر کے وزیر تجارت ڈاکٹر علی بیضاوی کریں گے

جنوبی کوریا کے حامی ممالک کے نمائندوں کا مشترکہ اجلاس

واشنگٹن ۲ ستمبر۔ ان سترہ ملکوں کے نمائندوں نے جنہوں نے جنوبی کوریا کے دفاع کے لئے افواج مہیا کی تھیں آج ایک مشترکہ کانفرنس میں شرکت کی۔ جس میں کوریا کی امن کانفرنس کے لئے وقت اور جگہ معین کرنے کے سوال پر بحث ہوئی۔ نمائندوں کا یہ اجلاس امریکی محکمہ خارجہ کے دفتر میں منعقد ہوا

روس اور ایران کے درمیان تبادلہ اشیاء کا معاہدہ

تہران ۲ ستمبر۔ یہاں کے مقامی اخباروں کی اطلاع کے مطابق ایران کی نئی حکومت عنقریب روس کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ کرنے والی ہے جس کی رو سے دونوں ملکوں کے درمیان وسیع پیمانے پر اشیاء کا تبادلہ عمل میں آئے گا۔ بعض اخباروں نے تو لکھا ہے کہ اس ہفتہ کے اندر اندر معاہدے پر دستخط بھی ہو جائیں گے۔ مجوزہ معاہدے کی رو سے حکومت ایران اس بات کا بھی ذمہ لیگی کہ ایران میں روسی جائداد اور املاک کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے گا۔

امریکہ کی طرف سے فوری اور ہنگامی امداد کے طور پر ایران کو دس کروڑ ڈالر کی پیشکش

شاہ ایران نے امدادی معاہدے کی توثیق کر دی

تہران ۲ ستمبر۔ باخبر حلقوں کی اطلاع کے مطابق امریکہ نے ایران کو فوری اور ہنگامی امداد بہم پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے معلوم ہوا ہے کہ یہ امداد دس کروڑ ڈالر کے لگ بھگ ہوگی۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ اس امداد کی پیشکش ایران کے وزیر اعظم فضل اللہ زاہدی کو کل امریکی سفیر لوائے ہنڈرسن کے ساتھ ملاقات کے دوران میں کی گئی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شاہ محمد رضا پہلوی نے مجوزہ امداد کے معاہدے کی توثیق کر دی ہے۔ یہ امداد صدر آئزن ہاور کے خصوصی ہنگامی فنڈ میں سے دی جائے گی۔

برطانوی مصری اختلافات بہت حد تک کم ہو گئے

حالیہ مذاکرات کے متعلق مصریوں کی قیاس آرائیاں

قاہرہ ۲ ستمبر۔ علاقہ سویز کے مستقبل کے متعلق برطانوی مصری مذاکرات کا موجودہ دور کل ختم ہو گیا۔ مصریوں کا خیال ہے کہ ان مذاکرات کے نتیجے میں برطانوی مصری اختلافات بہت حد تک کم ہو گئے ہیں۔ مصری کابینہ کے ایک رکن میجر صالح سلیم نے جو مذاکرات کے مصری وفد میں بھی شامل تھے کل اس خیال کا اظہار کیا کہ "باہمی اعتماد اور یقین" کی بدولت اس قضیہ کو با آسانی حل کیا جا سکتا ہے۔ برطانوی وفد کے قائد جنرل سر برین رابرٹسن جمعرات کو بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان روانہ ہو رہے ہیں۔ تاکہ مذاکرات کی اصل صورت حال سے اپنی حکومت کو مطلع کر سکیں۔ کل کے آخری اجلاس کے بعد جو ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ تک جاری رہا کوئی بیان جاری نہیں کیا گیا۔ کل مذاکرات کے سلسلہ میں جنرل رابرٹسن کے مکان پر جاتے ہوئے مصری وفد کے لیڈر عبدالجمال ناصر نے کہا میں مذاکرات کی رفتار سے پوری طرح مطمئن ہوں

مشرقی پاکستان میں برمی مدیران جرائد کی آمد

ڈھاکہ یکم ستمبر۔ تین برمی مدیران جرائد ۵ ستمبر کو کراچی سے یہاں پہنچیں گے۔ خیال ہے کہ وہ دو روز کے لئے یہاں قیام کریں گے۔

ہائیڈروجن بم کے خلاف دفاع کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی

جنرل رجوے کا بیان

واشنگٹن ۲ ستمبر۔ امریکی فوج کے چیف آف سٹاف جنرل میتھیو رجوے نے کہا ہے کہ امریکہ یہ توقع نہیں کر سکتا کہ ہائیڈروجن بم کی تباہ کاری سے بچنے کا کوئی تسلی بخش انتظام کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کل ایک غیر رسمی پریس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا دفاع کے سائنسی طریقوں نے خواہ کتنی ترقی یافتہ شکل کیوں نہ اختیار کر لی ہو۔ فضا میں اچانک رونما ہونے والے حملہ آور سے بچاؤ کی کوئی یقینی ضمانت نہیں دی جا سکتی وہ مستحکم سے مستحکم دفاعی انتظامات کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ جنرل رجوے نے فوج اور عوام کے حوصلے کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا ہم لوگ حوصلے کے اعتبار سے اس معیار پر ابھی پورے نہیں اترتے جس معیار پر ایٹمی دور میں پہنچنا ضروری ہے۔

شیخ عبدالحق کو توہین عدالت کے جرم میں سزا

لاہور یکم ستمبر۔ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت نے شیخ عبدالحق ایڈووکیٹ کو توہین عدالت کا مجرم قرار دیا ہے۔ اور انہیں ۲۰۰ روپے جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کے خلاف سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ نے درخواست پیش کی تھی۔

بھارتی پارلیمنٹ کے ۶ کشمیری ممبروں کو نکالنے کا مطالبہ

نئی دہلی یکم ستمبر۔ مقبوضہ کشمیر کی ڈوگرہ سبھا کے لیڈروں نے مطالبہ کیا ہے کہ شیخ عبداللہ نے جن افراد کو پارلیمنٹ کا ممبر نامزد کیا تھا۔ ان کو بھارتی پارلیمنٹ سے نکال دیا جائے۔ اور ان کی جگہ دوسروں کو جو نئی حکومت کے نمائندہ ہوں پارلیمنٹ کا ممبر بنایا جائے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے انجمن پریس لارنس روڈ میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۳ تبوک ۱۳۳۲ھش

گورنر جنرل کی تقریر

ملیر (کراچی) میں "جامعہ تعلیم ملی" کا سنگِ بنیاد نصب کرتے ہوئے پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے جہاں بہت سی دیگر مفید باتیں کہی ہیں وہاں انہوں نے ایک یہ قابل غور بات بھی فرمائی ہے۔ کہ

"پاکستان میں انتظامی اور معاشرتی سسٹم کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہوگی مگر اسلام کے معنی ملاؤں کی حکومت کے نہیں ہیں۔"

یہ بات ایسی ہے۔ جو حکومت کے اکثر ذمہ دار لوگوں نے کہی ہے۔ اور جہاں تک موقف کا تعلق ہے۔ ان لوگوں کا موقف بالکل درست ہے۔ مگر اس امر کی اچھی طرح وضاحت جتنی کہ چاہیئے تھی۔ نہ تو حکومت کی طرف سے ہوئی ہے۔ اور نہ کسی عالم کی طرف سے تاکہ عوام کو جو اسلام کو پسند کرتے ہیں۔ حکومت کے اصل موقف کا علم ہو جائے۔ اور جو لوگ اسلام کے نام پر غلط فہمیاں پیدا کر کے عوام کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں وہ نہ کر سکیں۔

سب سے پہلے جو بات سمجھنے والی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس ملک میں اکثریت مسلمانوں کی ہوگی۔ لازمی ہے کہ حکومت کا کاروبار بھی مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہو۔ قانون ساز مجلس ہو۔ وزراء کی کیبنٹ ہو۔ یا حکومت کا کوئی اور اہم یا غیر اہم محکمہ ہو۔ سب میں مسلمانوں ہی کی اکثریت ہوگی۔ اس لئے اگر ایسے ملک میں اسلامی اصولوں کی پابندی نہیں ہو رہی۔ تو ایسی صورت میں علمائے دین کا جو کام ہے۔ وہ یہ نہیں ہے۔ کہ وہ ایک الگ سیاسی قسم کی اسلامی پارٹی بنا کر اپنی مرضی کے لوگوں کو برسرِ اقتدار لانے کے لئے باقی مسلمانوں کے علی الرغم جدوجہد کریں۔ بلکہ ان کا صحیح کام یہ ہے۔ کہ وہ ملک میں صالح اسلامی تعلیم کو رائج کریں۔ اور اپنا پورا پورا زور اسی کام کو سرانجام دینے میں صرف کریں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی اصولوں کا پابند بنانے کی کوشش کریں۔ تاکہ آئندہ حکومت کا کاروبار خود بخود اسلامی اصولوں کے مطابق سرانجام ہونے لگے۔

قوم کی اس طرح اسلامی اصولوں پر تربیت کا کام صرف علمائے دین ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔ اور کوئی نہیں دے سکتا۔ حکومت کا کام صرف اتنا ہے۔ کہ وہ ایسے کام کے راستہ میں نہ صرف یہ کہ حائل نہ ہو۔ بلکہ ضرورت کے مطابق ایسی تعلیم و تربیت کے لئے حتی الوسع اسباب پیدا کرے۔

جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ پاکستان میں ملاؤں کی حکومت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اسلام میں پاپائیت نہیں۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔ کہ اسلام کسی ایسی اسلامی پارٹی کے وجود کا متحمل نہیں ہے۔ جس کا نصب العین حکومت کے اقتدار پر قبضہ کر کے اسلامی حکومت قائم کرنا ہو۔

مسلمانوں کے بہت سے فرقے پاکستان میں موجود ہیں۔ جن کا بہت سے دینی مسائل میں باہمی اختلاف ہے۔ یہ امر اگرچہ نہایت اہم ہے۔ مگر اس وقت آپ اس کو نظر انداز بھی کر دیں۔ تو پھر بھی اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلامی اصولوں کی توجیہات میں بے حد باہمی اختلاف ہو سکتا ہے۔ اور مختلف زمانے کے فقیہوں نے اتنے اتنے باریک فرق پیدا کئے ہیں۔ کہ اگر انسان ان کا مطالعہ کرنے لگے۔ تو گھبرا جاتا ہے۔

یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو نہ اللہ تعالےٰ اور نہ اس کے رسول پاک سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر سے اوجھل تھی۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جس کی وجہ سے ایک اسلامی ریاست میں الگ سیاسی قسم کی اسلامی پارٹی بنا کر حکومت پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ جب ایک ایسی پارٹی کی تشکیل کی جائے گی۔ تو لازماً اس کو کچھ ایسے منفرد اصول بھی وضع کرنے پڑیں گے۔ جو ایسی پارٹی کے ارکان کے لئے اختیار کرنے لازمی ہوں گے۔ اور جن سے باقی تمام مسلمانوں سے جو اس پارٹی میں شامل نہ ہوں۔ پارٹی کا امتیاز ہوتا ہو۔

ہم ایک بہت وسیع المعنی لفظ لیکر اسکی تشریح کرتے ہیں۔ مثلاً ایک ایسی اسلامی پارٹی کا یہ اصول ہو۔ کہ اس پارٹی کے ہر رکن کا فرض ہے۔ کہ وہ متقی لوگوں کو اقتدار حکومت پر قابض کرانے کے لئے سعی و جہد کرے۔ اب لفظ "متقی" ایک ایسا لفظ ہے۔ جس کا تصور مختلف ذہنوں میں مختلف ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کوئی ایسا خطاب نہیں ہے۔ جو اکثریت کسی کو عطا کر سکتی ہو۔ حقیقی متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی ہو۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص عمرو کے نزدیک متقی ہو۔ اور زید کے نزدیک متقی نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمرو اور زید دونوں کے نزدیک تو متقی ہو۔ مگر حقیقتاً نہ ہو۔ اب اگر اکثریت کی رائے سے اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ تو بہت ممکن ہے کہ ایک غیر متقی شخص متقی سمجھ کر منتخب کر لیا جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اسمبلی میں تمام ایسے ہی شخص منتخب ہو جائیں۔ جو اکثریت کے نزدیک تو متقی ہوں۔ مگر حقیقت میں اور خدا تعالےٰ کے نزدیک غیر متقی ہوں۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ ایک ایسی صفت کو انتخاب کا معیار بنانا جس کو خود اس پارٹی کے افراد بھی یکساں طور پر صحیح شناخت نہیں کر سکتے۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایسا شخص تمام مسلمانوں کے نزدیک بھی متقی سمجھا جائیگا۔ حالانکہ اس پارٹی سے باہر جو مسلمان ہیں۔ ان کا معیار اتقا بنیادی طور پر اس پارٹی کے معیار سے بالکل متضاد ہو سکتا ہے۔

اس سے ہمارا مطلب صرف یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ مختلف فرقوں کے معیار کا یکساں ہونا تو ایک بڑی بات ہے۔ خود ایسی پارٹی کے ارکان کے نزدیک بھی سب کے لئے کوئی یکساں معیار معلوم کرنا ناممکن ہے۔ خاص کر اس لئے کہ حقیقی متقی وہی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک متقی ہے۔

جب ایک وسیع المعنی لفظ کے متعلق یہ حالت ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی پارٹی اسلامی حکومت کے قیام کی بنیاد پر حکومت کے اقتدار پر قبضہ کرے۔ اور ملک میں امن قائم رکھ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومتی کاروبار میں اسلام نے کسی بنیاد پر پارٹی بازی کو جائز قرار نہیں دیا۔ اور جو کوئی ایسی پارٹی بناتا ہے۔ وہ اسلام میں پاپائیت کو رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں حکومت اسلامی اصولوں کے مطابق ہوگی۔ مگر ملاؤں کی حکومت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اسلام میں پاپائیت ممنوع ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اسلام میں پارٹی بازی ممنوع ہے۔ اور اگر کوئی پارٹی "متقین کی حکومت" کے قیام کا نعرہ لے کر حکومتی اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تو وہ اسلام میں پاپائیت کی بدعت کا آغاز کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

پاکستان میں اسلامی اصولوں کے مطابق حکومتی کام سرانجام دینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ گو وہ اپنے اس فرض سے ناواقف ہو۔ اس لئے علمائے دین کا کام ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے فرائض دینی سے واقف کریں۔ اور اپنا وقت ایسے کاموں میں صرف نہ کریں۔ جو مفید ہونے کی بجائے ملک و قوم کے لئے ضرر رساں ہوں۔ اور اتحاد کی بجائے تفریق و تشتت کا باعث ہوں۔

پارٹی ڈسپلن

کراچی کارپوریشن کے گزشتہ انتخابات میں کہا جاتا ہے کہ بعض مسلم لیگیوں نے مسلم لیگی امیدواروں کا مقابلہ کیا تھا۔ اور بعض نے مسلم لیگی امیدواروں کی کھلم کھلا مخالفت کی تھی۔ اس ضمن میں یہ بات بڑی تعجب خیز معلوم ہوتی ہے۔ کہ کراچی صوبائی لیگ کے انتخاب عہدہ داران میں بعض ایسے لوگ بھی عہدار منتخب ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے یہ خلاف ورزی کی تھی۔ چنانچہ پاکستان مسلم لیگ کے قائمقام صدر مسٹر ہارون نے ایک بیان میں کہا ہے کہ انہوں نے کراچی مسلم لیگ کے انتخابات کے سلسلے میں حکم امتناعی جاری کر دیا ہے۔ اور انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ کچھ ایسے لوگ جنہوں نے گزشتہ کراچی کارپوریشن میں مسلم لیگ ہائی کمان کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی تھی کراچی صوبائی مسلم لیگ کے بعض اہم عہدوں پر منتخب ہو گئے ہیں۔

مسٹر ہارون نے یہ بھی بتایا کہ جن لوگوں نے کراچی کارپوریشن کے انتخابات میں خلاف ورزی کی تھی۔ ان کے بارے میں ایک ایڈہاک کمیٹی تحقیقات کر رہی ہے۔ اس لئے جب تک اس کی رپورٹ نہ آئے۔ اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جائے۔ کراچی صوبائی لیگ کے منتخب عہدہ دار کام نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ حکم امتناعی جاری کیا گیا ہے۔

جہاں تک ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کا تعلق ہے جنہوں نے مسلم لیگی ہوتے ہوئے مسلم لیگ امیدواروں کی مخالفت کی تھی۔ اس امر میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ ایسی کارروائی نہایت ضروری ہے۔ اور جلد از جلد ہونی چاہیئے۔ مگر یہ بات حیرت ناک ہے کہ جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ کراچی صوبائی مسلم لیگ کے ارکان نے ایسے لوگوں کو بھی اہم عہدوں پر منتخب کر لیا ہے۔ جن کے خلاف پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے کارروائی ہو رہی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مسلم لیگی پارٹی ڈسپلن کی اہمیت سے یا تو بالکل ناواقف ہیں اور یا پارٹی کو اتنا کمزور سمجھتے ہیں۔ کہ دیدہ دانستہ ایسا کرنے سے بھی خائف نہیں۔

افسوس ہے کہ پارٹی ڈسپلن سے نڈر یا ناواقف ہونے کا جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے وقت سے اس قسم کے اتنے واقعات ہو چکے ہیں کہ جس سے خود مسلم لیگ ہائی کمان پر اعتراض پڑتا ہے۔ کہ اس نے پارٹی کی سالمیت قائم رکھنے کے لئے جن اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے اکثر گریز کیا ہے۔ اور خلاف ورزیاں کرنے والوں کی کماحقہ گوشمالی نہیں کی گئی۔ کسی ملک میں کوئی سیاسی پارٹی قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک وہ اپنے ارکان

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی صحت کے لئے درخواست دعا

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اور بیماری تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ تاحال کوئی افاقہ نہیں۔ احباب بیگم صاحبہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

کیا ہم نے اپنے آپکو دوسرے مسلمانوں سے کاٹ رکھا ہے؟

ایک نوجوان کے سوال کا جواب

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

غالباً مارچ ۱۹۵۳ء کے اواخر کی بات ہے۔ کہ سرگودھا کے ایک نوجوان دوست (جو غالباً وہاں کسی کالج میں پڑھتے ہیں) میرے پاس ربوہ میں تشریف لائے۔ اور ایک مخالف مولوی صاحب کا ایک رسالہ میرے سامنے کر کے کہنے لگے کہ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض حوالہ جات ایسے درج ہیں۔ جن سے مصنف رسالہ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے گویا اپنے آپ کو خود دوسرے مسلمانوں سے کاٹ کر الگ کر رکھا ہے۔ اور ساتھ ہی اس نوجوان نے یہ بھی بتایا کہ اس رسالہ میں ایک حوالہ آپ کا (یعنی خاکسار مرزا بشیر احمد کا) بھی درج ہے۔ اور اس سے بھی اسی قسم کا استدلال کیا گیا ہے۔

چونکہ اس وقت یہ خاکسار ملکی فسادات سے پیدا شدہ حالات کے نتیجہ میں بعض انتظامی کاموں میں بہت مشغول تھا اور طبیعت میں خاطر خواہ یکسوئی نہیں تھی۔ اس لئے اس وقت اس نوجوان کو صرف اس قدر اصولی جواب دینے پر اکتفا کیا گیا کہ حوالہ جات کی تشریح میں اکثر ناواجب تصرف سے کام لیا جاتا ہے۔ اور بیشتر صورتوں میں حوالے سیاق سباق یا ماحول سے کاٹ پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مفید مطلب نتیجہ نکال کر عوام کو دھوکے میں ڈالا جائے۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ میرے اس حوالہ کا (جو رسالہ کلمۃ الفصل سے ماخوذ ہے) وہ مطلب نہیں ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس سے مراد صرف یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعتی تنظیم کی تکمیل اور اس کی چاردیواری کی تعیین کی غرض سے اپنی جماعت کے لئے نماز اور رشتہ ناطہ وغیرہ کے معاملہ میں بعض حدبندیاں لگائی ہیں۔ مگر ان حدبندیوں سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ ہم دوسرے مسلمانوں سے کلی طور پر کٹ گئے ہیں یا کہ دوسرے مسلمان ہم سے کلی طور پر کٹ گئے ہیں۔ بلکہ صرف بعض خاص جماعتی امتیازات اور جماعتی حدبندیوں کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں:

اس نوجوان کو اس وقت کی غیر معمولی مصروفیت اور عدم یکسوئی کی وجہ سے میں اس اصولی جواب کے سوا کوئی اور جواب نہیں دے سکا۔ اور اس کے بعد کئی ماہ تک پریشانیوں کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ اور جماعت ان امتحانوں میں سے گزرتی رہی۔ جو ہر مامور من اللہ کے زمانہ میں الٰہی جماعتوں کے لئے مقدر ہوتے ہیں۔ اور ابھی معلوم نہیں۔ کہ اور کتنے امتحان باقی ہیں۔ و نفوض امرنا الی اللہ نعم المولیٰ و نعم النصیر

لیکن اب مجھے یاد آیا ہے کہ میری تصنیف کلمۃ الفصل کے آخر میں چند عدد اعتراضات غیر مبایعین کی طرف سے درج کر کے ان کا جواب دیا گیا ہے (اور یاد رہے کہ میری یہ تصنیف میری طالب علمی کے زمانہ کی ہے) ان میں سے گیارھویں اعتراض کے جواب کے متعلق کتاب کے پہلے ایڈیشن کے وقت بھی بعض جلد باز لوگوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھایا گیا تھا کہ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے کلی طور پر کاٹ لیا گیا ہے۔ (حالانکہ میری تحریر کا ہرگز یہ منشا نہیں تھا۔ بلکہ صرف ایک محدود میدان کو سامنے رکھ کر اور صرف غیر مبایعین احباب کو مخاطب کر کے اس قسم کے الفاظ لکھے گئے تھے۔ کہ جماعتی تنظیم میں یہ یہ حدود قائم کی گئی ہیں۔ اور یہ کہ ہمیں جماعت کی اس چاردیواری کو محفوظ رکھنا چاہیئے) چنانچہ اس غلط فہمی کے پیش نظر اس رسالہ کے دوسرے ایڈیشن کے وقت جو ۱۹۴۱ء میں (یعنی آج سے بارہ سال قبل) قادیان سے شائع ہوا میری طرف سے یہ صراحت کر دی گئی تھی۔ کہ یہ نتیجہ نکالنا سراسر غلط ہے۔ کہ ہم دوسرے مسلمانوں سے کلی طور پر کٹ گئے ہیں۔ بلکہ جہاں ہمیں بعض مسائل اور معتقدات میں دوسرے مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ وہاں ہمیں بہت سے دوسرے مسائل اور معتقدات میں ان سے اتفاق بھی ہے۔ چنانچہ میں نے رسالہ کلمۃ الفصل کے دوسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۴۱ء میں صراحتاً لکھا تھا کہ:۔

"یقیناً دوسرے منکرین کی نسبت غیر احمدی ہمارے بہت زیادہ قریب ہیں اور ہماری کتاب اور ہمارا کلمہ اور ہمارا شارع (رسول صلے اللہ علیہ وسلم) ایک ہے ...... پس اگر غیر احمدیوں سے دوسرے منکرین کی نسبت بعض امور میں امتیازی سلوک روا رکھا جائے۔ تو یہ ایک بالکل جائز اور معقول فعل ہوگا جس پر کسی شخص کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے"

(کلمۃ الفصل ایڈیشن دوم مطبوعہ ۱۹۴۱ء۔ صفحہ ۱۱۸)

اس واضح اور بیّن حوالہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ کلمۃ الفصل کے پہلے ایڈیشن کی کسی عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ گویا ہم نے اپنے آپ کو غیر احمدیوں سے کلی طور پر کاٹ لیا ہے۔ اور ان کے ساتھ ہمارا کوئی اشتراک نہیں رہا۔ انتہا درجہ کا ظلم اور افترا پردازی ہے۔ جس کی کوئی انصاف پسند اور دیانتدار شخص جرأت نہیں کر سکتا۔ میں نے تو صریح اور واضح الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ

"ہماری کتاب اور ہمارا کلمہ اور ہمارا شارع (رسول صلے اللہ علیہ وسلم) ایک ہے"۔

کیا اس واضح تشریح اور ان محکم الفاظ کے ہوتے ہوئے کلی انقطاع والی تشریح کسی معقول انسان کے نزدیک قابل قبول سمجھی جا سکتی ہے؟ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ الفاظ آج پاکستان میں نہیں لکھے گئے۔ بلکہ آج سے بارہ سال قبل قادیان میں لکھے گئے تھے۔ جبکہ ہمارے موجودہ مخالفین کے اعتراضوں کا وجود تک نہ تھا۔

پھر یہ بات بھی ہرگز فراموش نہیں کی جا سکتی۔ اور یہ ایک خاص نکتہ ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ہماری یہ تصانیف جن سے اس قسم کے غلط استدلال کئے جاتے ہیں غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے نہیں لکھی گئیں بلکہ احمدیوں کے ہی طبقہ **غیر مبایعین** کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ جو اپنی کمزوری کے نتیجہ میں ان حدود کو توڑنے کے درپے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کی مضبوطی اور تنظیم کے پیش نظر قائم فرمائی تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے خطرہ کے موقعہ پر لازماً احتیاط اور پیش آمدہ خدشات کی بنا پر زیادہ تاکید۔ اور زیادہ شدت سے کام لیا جاتا ہے۔ تا جماعت کا کوئی کمزور طبقہ لغزش نہ کھا جائے۔ اور پھر ایسے ماحول میں بعض اوقات تشریح اور توضیح کی غرض سے بعض خاص اور نئی اصطلاحات بھی موقعہ کے لحاظ سے تجویز کر کے استعمال کر لی جاتی ہیں جو عام حالات میں یا عام خطاب کے وقت استعمال نہیں کی جاتیں۔ ولکلٍّ ان یصطلح

اس تعلق میں یہ اصولی اور بنیادی بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے۔ جسے اکثر لوگ بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات ہر مسلمان کہلانے والے سے تعلق رکھتی ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ کا فرد ہو۔ کہ ہر فرقہ کے کوئی نہ کوئی امتیازی نشانات یا مخصوص عقائد ہوتے ہیں۔ جو گویا اس کے لئے چاردیواری کا کام دیتے ہیں۔ اور انہی امتیازی نشانات اور مخصوص عقائد کی وجہ سے ایک فرقہ دوسرے فرقوں سے ممتاز ہوتا اور پہچانا جاتا ہے اور ان مخصوص نشانات اور عقائد کو ترک کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ انہیں ترک کرنے والا فرقہ اپنے ہاتھ سے اپنی ہستی کو مٹا دے۔ بے شک ایک مذہب کے اندر بہت سی اصولی باتوں میں مشترکہ عقائد بھی ہوتے ہیں جو اس مذہب کی طرف منسوب ہونے والے سب فرقوں کا مشترکہ اثاثہ سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان مشترکہ عقائد کے پیچھے پیچھے ہر فرقہ کے اپنے امتیازی نشانات اور مخصوص عقائد کا وجود بھی ضرور پایا جاتا ہے۔ جن کی وجہ سے ہر فرقہ دوسرے فرقوں سے ممتاز رہتا۔ اور الگ پہچانا جاتا ہے۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی حنبلی پھر اہلحدیث۔ اہل قرآن۔ اور ایک جہت سے سب سے ممتاز اور جدا اہل تشیع پھر تصوف کے میدان میں قادری۔ چشتی۔ سہروردی۔ اور نقشبندی وغیرہ وغیرہ مسلمانوں میں بیسیوں بلکہ ایک حدیث کے مطابق بہتر تہتر فرقے ہیں۔ اور ہر فرقہ اپنے بعض مخصوص عقائد اور مخصوص نشانات رکھتا ہے۔ کوئی کم اور کوئی زیادہ۔ مگر ان مخصوص عقائد اور مخصوص نشانات کے باوجود یہ سب اسلام کی ظاہری اور عرفی تعریف کے لحاظ سے مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ پس اگر ہم نے کسی جگہ کسی خاص گروہ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے بعض مخصوص نشانات اور مخصوص چاردیواری پر زیادہ زور دیا۔ تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم نے مشترکہ عقائد میں بھی اپنے آپکو دوسرے مسلمانوں سے کاٹ لیا ہے۔ یا انہیں اپنے آپ سے کاٹ کر جدا کر دیا ہے۔ مذہب کی حقیقت بے شک دوسری چیز ہے۔ اور اس میں ہر شخص اور ہر فرقہ کا

اپنا اپنا نظریہ ہے۔ مگر اسلام کی ظاہری اور عرفی تعریف بہر حال وہی رہے گی۔ جو ہمارے آقا خاتم النبیین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمۂ طیبہ میں بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ اسی کتاب کلمۃ الفصل کا ایک اور حوالہ اُن لوگوں کی تسلی کا موجب ہونا چاہیئے۔ جو جماعت احمدیہ کے متعلق خود غرض لوگوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو کر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس حوالہ کے الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"جہاں اسلام کی ایک حقیقی اور اصلی تعریف ہے وہاں اس کی ایک عُرفی اور رسمی تعریف بھی ہے۔ جو یہ ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن شریف کی شریعت پر ایمان لانے کا مدعی ہو۔ پس جو شخص اس رسمی اور عرفی تعریف کو پورا کر دیتا ہے۔ وہ عرفی اور رسمی رنگ میں مسلمان کہلائے گا۔"

(کلمۃ الفصل ایڈیشن ثانی مطبوعہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۵۶)

یہ حوالہ ہر انصاف پسند شخص کیلئے جو تعصب سے آزاد ہو کر دیانتدارانہ رنگ میں غور کرنے کے لئے تیار ہے۔ ایک **کلیدی حوالہ** ہے۔ جس سے بہت سے دوسرے حوالہ جات کی الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور محکم اور متشابہ کا وجود تو قرآن مجید تک میں موجود ہے۔ جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ تو پھر کسی دوسرے کے کلام میں یہ اندازِ بیان کیوں قابل اعتراض سمجھا جاوے؟ بلکہ لطف یہ ہے کہ ہمارے موجودہ مخالف علماء میں سے بھی بعض لوگوں نے رسمی اور اسمی مسلمان اور **صالح** اور **غیر صالح** کی اصطلاح بنا رکھی ہے۔ فافهم وتدبر ولا تكن من الممترين۔

اس جگہ میں ایک ضمنی اور علمی بات کی تشریح کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جو کئی سادہ لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے اور چالاک اور بے اصول لوگ تو اس سے کئی قسم کے ناجائز فائدے اٹھاتے اور عوام الناس کو دھوکا دینے کا ذریعہ بھی بنا لیتے ہیں۔ میری مراد حوالہ جات کے ناجائز تصرف کے طریق سے ہے۔ جس میں آج کل بدقسمتی سے علماء صاحبان کا ایک طبقہ خوب مشاق نظر آتا ہے۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ کہ کسی حوالہ میں ناجائز تصرف صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنی کسی خاص غرض کے ماتحت کسی حوالہ کی عبارت کو بدل کر یا الفاظ کو آگے پیچھے کر کے پیش کیا جائے۔ مگر ہمارے دوستوں کو اور خصوصاً علم کلام سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور یہ نکتہ انہیں انشاء اللہ کئی مواقع پر کام دے گا۔ کہ ناجائز تصرف صرف اس بات کا نام نہیں۔ کہ کوئی حوالہ الفاظ بدل کر پیش کیا جائے۔ بلکہ ناجائز تصرف عموماً تین قسم کا ہوتا ہے۔ اور ہمارے دوستوں کو ان سب تصرفات بیجا کی طرف سے ہمیشہ ہوشیار اور چوکس رہنا چاہیئے۔

(۱) پہلا اور عام قسم کا تصرف تو یہ ہوتا ہے کہ کسی حوالہ کے الفاظ کو بدل کر پیش کیا جائے۔ یعنی یا تو اس کے الفاظ بدل دیئے جائیں۔ اور یا الفاظ کی ترتیب بدل کر غلط مطلب نکالنے کی کوشش کی جائے۔ ایسا تصرف عموماً صرف بے وقوف لوگ کرتے ہیں۔ جنہیں یہ احساس نہیں ہوتا۔ کہ ہم بہت جلد پکڑے جا کر ننگے کر دیئے جائیں گے۔ یا بعض بددیانت مناظر خاص خاص موقعوں پر اپنے سامعین کو وقتی طور پر دھوکا دینے کی غرض سے یہ طریق اختیار کرتے ہیں۔ مگر ہوشیار لوگ عموماً اس بھونڈے طریق سے بچتے ہیں۔

(۲) دوسری قسم کا ناجائز تصرف یہ ہوتا ہے جس میں نسبتاً زیادہ چالاکی اور ہوشیاری پائی جاتی ہے۔ کہ حوالہ کے الفاظ تو نہ بدلے جائیں۔ مگر اسے اُس کے سیاق سباق کاٹ کر پیش کیا جائے۔ یعنی اگلی پچھلی عبارت حذف کر کے اور صرف درمیانی حصہ یا ایک طرف کا حصہ پیش کر کے مطلب براری سے کام لیا جائے۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں **لا تقربوا الصلوٰة** والا لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی شخص جو تارکِ نماز تھا۔ اس نے اعتراض ہونے پر جواب دیا۔ کہ قرآن مجید خود فرماتا ہے۔ کہ "**نماز کے قریب نہ جاؤ**" اور آیت کے اگلے حصہ کو کھا گیا۔ کہ **وانتم سکاریٰ**۔ یعنی ایسے وقت میں نماز نہ پڑھو۔ کہ جب (نیند یا بھوک یا حوائج انسانی وغیرہ کی وجہ سے) تمہاری توجہ میں غیر معمولی انتشار ہو۔ اور تم نماز میں توجہ نہ جما سکو۔ بلکہ اس قسم کی اشد اور فوری ضروریات سے فارغ ہو کر یا ان پر غلبہ پا کر نماز پڑھو۔ تاکہ نماز کی اصل غرض حاصل ہو۔ الغرض دوسری قسم کا ناجائز تصرف یہ ہے کہ کسی حوالہ کو اس کے سیاق سباق اور آگے پیچھے کی عبارت سے کاٹ کر اپنا کوئی خاص مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۳) تیسری قسم کا ناجائز تصرف اپنے اندر اس سے بھی زیادہ چالاکی اور دھوکا دہی کا پہلو رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ کسی حوالہ کے پیش کرنے میں نہ تو الفاظ میں ردّ و بدل کیا جائے۔ اور نہ ہی اسے سیاق سباق سے کاٹا جائے۔ مگر جس خاص ماحول میں کوئی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ یا جس خاص فریق کو مخاطب کر کے کہے گئے ہیں۔ انہیں اوجھل اور پس پردہ رکھ کر اور الفاظ کو عام رنگ دے کر پیش کر دیا جائے۔ اس قسم کے ناجائز تصرف کی موٹی مثال یوں سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ ایک شخص میرے مکان پر آ کر مجھے مسلسل گالیاں دیتا اور افترا پردازی کرتا اور اشتعال انگیزی سے کام لیتا اور میرے خلاف طرح طرح کے گند اچھالتا ہے۔ اور میں اس کے ظلم پر ایک لمبے عرصہ تک صبر سے کام لیتا ہوں۔ لیکن آخر لمبے صبر کے بعد اسے ہوش میں لانے کی غرض سے اور جزاء سيئة سيئة مثلها کے اصول کے ماتحت میں کہتا ہوں۔ کہ "**فلاں شخص خبیث اور مفتری ہے**" اب اگر کوئی شخص صرف میرے یہ الفاظ تو نقل کر دیتا ہے۔ کہ میں نے فلاں شخص کے متعلق خبیث کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مگر اس کی گالیوں اور افترا پردازیوں کے لمبے سلسلہ کو چھپا جاتا ہے۔ اور اس کے ظلم پر پردہ ڈال کر اور اس کی افترا پردازی کو اوجھل رکھ کر میرے مظلوم ہونے کے باوجود میرے جوابی فقرہ کی وجہ سے مجھے ظالم ثابت کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ شخص ایک خطرناک اور انتہا درجہ کے ناجائز تصرف کا مرتکب سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر میں نے کوئی بات ایک خاص ظالم اور بدباطن اور بادی طبقہ کے متعلق کہی ہے لیکن میرا کوئی مخالف اس کے پس منظر کو چھپا کر اسے عام رنگ میں پیش کرتا ہے۔ کہ گویا میں نے یہ الفاظ کسی قوم کے سارے افراد کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ تو ایسا شخص بھی ایک ایسے ناجائز تصرف کا مرتکب ہوتا ہے۔ جس کے لئے اسے یقیناً خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑیگا۔ اور ہر دیانتدار اور انصاف پسند انسان کی آواز اس کے خلاف اٹھنی چاہیئے۔

یہ وہ تین قسم کے ناجائز تصرفات ہیں۔ جو بے اصول لوگوں کی طرف سے ہمارے خلاف بکثرت اختیار کئے جاتے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جسے دیانتداری کا احساس نہیں۔ اپنی اپنی فطرت اور اپنے اپنے خیال کے مطابق ان ناجائز تصرفات کے میدان میں داخل ہو کر یہ ناپاک ہولی کھیل رہا ہے۔ متشابہ کلام کو لے کر اور محکم کو چھوڑ کر خاص ماحول میں کہے گئے الفاظ کو لیکر اور اس کے خاص ماحول کو پس پردہ رکھ کر یا پھر اس خاص طبقہ کے ذکر کو چھپا کر جس کے متعلق کوئی الفاظ کہے گئے ہیں۔ اور انہیں عام رنگ دے کر گویا کہ وہ سب کے لئے کہے گئے ہیں۔ ہمارے خلاف ہر طرح کا گند اچھالا جا رہا ہے۔ اور کوئی انصاف پسند شخص (والشاذ کالمعدوم) آگے آ کر اس کلمہ حق کے کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔ کہ بے شک دنیا دھوکا کھا سکتی ہے۔ مگر خدا تو تمہارے سر پر موجود ہے۔ اس سے ڈرو کہ ایک دن اس کے سامنے پیش کئے جاؤ گے۔

ہمارے سلسلہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اور نہایت زوردار الفاظ میں اپنے مخالفوں کو مخاطب ہو کر کہا۔ کہ میں نے ہرگز کسی ایسی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو تمہارے دماغوں میں ہے۔ جس سے انسان مستقل حیثیت میں نبوت کا منصب پاتا ہے۔ یا کوئی نئی شریعت لاتا ہے۔ بلکہ میں تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم اور قرآنی شریعت پر قائم ہوں۔ اور میں نے جو کچھ پایا ہے۔ اپنے آقا سرور کائنات فخر موجودات کی شاگردی اور غلامی میں پایا ہے۔ اور نبوت سے میری مراد صرف **کثرتِ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ** اور **اظہار علی الغیب** ہے۔ جس سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے مشرف کیا گیا ہوں۔ اور قرآنی شریعت کا جوا میری گردن پر ہے۔ مگر پھر بھی خود غرض لوگ اپنے اپنے سیاسی اور اقتصادی مقاصد کے ماتحت یہ کہتے چلے جاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور ایک نئے مذہب اور نئے کلمہ کی بنیاد رکھی ہے۔ کیا یہ ظلم اور یہ افتراء خالی جائے گا۔ اور کیا آسمان پر کوئی ہستی ان ظلموں کو دیکھنے والی موجود نہیں؟

مگر باوجود اس کے ہم بارہا کہہ چکے ہیں۔ اور ہم نے ہر موقعہ پر اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہم دوسرے مسلمانوں کے دلی خیر خواہ ہیں۔ اور ان کے ایک طبقہ کا ظلم ہمیں اس حقیقت کی طرف سے غافل نہیں کر سکتا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ دوسرے مسلمان بھی آخر اُسی رسولؐ کے نام لیوا اور اسی شریعت کے تابع ہیں۔ جس کا جوا ہماری گردنوں پر ہے۔ ہمارا آسمانی آقا ہمیں انشاء اللہ ان مظالم کے طوفان میں بھی صابر اور شاکر پائیگا۔ اور ہم خدا کی توفیق سے اپنے سلسلہ کے مقدس بانی علیہ السلام کے اس ارشاد کو فراموش نہیں کریں گے۔ جو آپؑ نے اپنے اشد ترین مخالفین کے متعلق فرمایا۔ کہ:۔

"اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوائے حُبِّ پیمبرم"

"یعنی اے میرے زخم خوردہ دل تو ان مخالفوں کے ظلم اور ایذا رسانی کے باوجود ان کا لحاظ رکھ۔ کیونکہ خواہ کچھ ہو۔ وہ میرے رسولؐ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں"!

اس لطیف شعر میں "**میرے رسولؐ**" کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ کہ کس بے پناہ محبت کے حامل ہیں؟ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ کیونکہ اس وقت جسم کمزوری محسوس کر رہا ہے۔ اور روح جذبات سے چھلک رہی ہے۔ اور یہ دونوں باتیں طوالت کی مانع ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

اسلام اور احمدیت کا ایک ادنیٰ خادم

مرزا بشیر احمد ربوہ

۵۳/۶/۲۹

مومن کے لئے زکوٰۃ دینا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسے نماز

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی فرمایا ہے۔ اور مومن کے لئے زکوٰۃ دینا بھی ایسا ہی لازمی قرار دیا ہے جیسا کہ نماز کا ادا کرنا۔ پس اگر کوئی شخص اس فرض کو بخوشی ادا نہیں کرتا۔ یا ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ ایسا ہی قابل مواخذہ ہے۔ جیسا کہ تارک الصلوٰۃ۔ چنانچہ تارک زکوٰۃ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب میں مبتلا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ قرآن کریم و احادیث میں اس عذاب کی نوعیت ایسی خطرناک بیان کی گئی ہے۔ کہ جس کے سننے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

عذاب از قرآن کریم

چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کے احکام کے مطابق خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن کہ (اس سونے اور چاندی کو جمع کرنے کے باعث) جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (پھر کہا جائے گا) کہ یہ وہ مال ہے۔ جو تم نے اپنی جانوں کے فائدہ کے واسطے اکٹھا کیا تھا۔ پس اپنے جمع شدہ مالوں کا مزہ چکھو۔

عذاب از احادیث

پھر اس عذاب کی مزید تفصیل احادیث نبویہ میں یوں بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس صاحب مال نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو گی اس کے مال کو جہنم کی آگ پر گرم کیا جائے گا پھر اس کی تختیاں بنا کر ان کے ذریعے ان کے پہلوؤں پر داغ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ کرے گا۔ کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پھر اس سزا کے بعد غور کرے گا۔ کہ آیا اس کو اب دوسرے اعمال کے لحاظ سے جنت میں داخل کیا جائے یا جہنم میں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے سامنے ایک بڑی کچلیوں والے سانپ کی صورت میں کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس کے گلے میں بطور طوق ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ سانپ اسے کہے گا کہ میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں جس کی تو نے زکوٰۃ ادا نہ کی تھی۔

مندرجہ بالا آخرت کے عذاب کے علاوہ عدم ادائیگی زکوٰۃ کی صورت میں دنیا میں بھی بہت نقصان صاحب نصاب کو اٹھانا پڑتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو مگر ادا نہ کی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں شامل رہنے دیا جائے۔ تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دے گا گویا ایک دوست کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے جس کی زکوٰۃ پچیس روپے بنتی ہے اگر وہ اس فریضہ کو ادا نہیں کرتا تو اس کے یہ پچیس روپے ہزار روپے کو بھی لے ڈوبیں گے۔

نتیجہ

ان آیات قرآنیہ اور حدیث نبویہ سے ظاہر ہے۔ کہ خداوند کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب نصاب انسان کے لئے زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے کو کتنا بڑا جرم قرار دیا ہے اور اس پر سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ البتہ انسان کی طبیعت میں ایک طبعی خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کر دوں تو میرا مال کم ہونا شروع ہو جائے گا اور اس وجہ سے اس کی طبیعت میں انقباض کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ اس انقباض کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

جو کچھ تم مال بڑھانے کی خاطر نفع یا سود کی ادائیگی پر لیتے ہو۔ تو وہ مال اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔ ہاں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر زکوٰۃ دیتے ہیں وہ لوگ اپنے مالوں کو بڑھانے والے ہیں۔ بلکہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی ہو جانے کا وسوسہ خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ایک شیطانی خیال ہے۔ جس سے بچنا ہر مومن کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الشیطٰن یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشآء واللّٰہ یعدکم مغفرۃ منہ و فضلا (پ ۳ ع ۵)

یعنی شیطان تمہیں (زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں) افلاس و فقر کا وعدہ دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے۔ پس اس آیت کے پیش نظر اصحاب نصاب کو چاہیئے کہ وہ شیطانی وساوس سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

مستورات

نیز ان مستورات کے متعلق جن کے پاس قابل زکوٰۃ زیورات ہیں۔ لیکن وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں ان کے متعلق احادیث شریف میں سخت تہدید آئی ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹۰ میں مذکور ہے۔

عبد اللہؓ کی بیوی زینب سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! تم ضرور صدقہ (زکوٰۃ) ادا کیا کرو۔ خواہ زیوروں سے ہی ہو کیونکہ قیامت کے دن جہنمیوں میں تمہاری اکثریت ہو گی۔

دوسری جگہ اسکی تفصیل یوں آئی ہے کہ ایک دفعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتیں آئیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے دو کڑے تھے۔ تو حضور نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرتی ہو۔ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ تم کو قیامت کے دن سونے کی بجائے آگ کے کڑے پہنائے جائیں۔ جس پر ان عورتوں نے فوراً زکوٰۃ ادا کر دی۔ اس حدیث کی تائید میں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جائے۔ اس کی زکوٰۃ دینا چاہیئے۔ جو زیور پہنا جائے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے۔ اس کی زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ کہ وہ اپنے نفس کے لئے استعمال ہوتا ہے اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں۔ جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے اسکی زکوٰۃ میں کسی کو اختلاف نہیں۔“ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۱)

جامعہ نصرت فار ومن ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت ربوہ موسمی تعطیلات کے بعد ۸ ستمبر کو کھل رہا ہے۔ فرسٹ ایر اور تھرڈ ایر میں داخلہ یکم ستمبر سے شروع ہو گا۔ اور دس دن تک رہے گا۔ فرسٹ ایر کا انٹرویو ۱۲ ستمبر اور تھرڈ ایر کا انٹرویو ۱۳ ستمبر کو ہو گا۔

کالج میں پردے کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے دینیات کی تعلیم لازمی ہے ہوسٹل میں تمام سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ اور اخراجات دیگر کالجوں کے مقابلہ میں نسبتاً بہت کم ہیں پراسپکٹس اور دیگر تفصیلات دفتر سے مل سکتی ہیں۔

پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ

سکریٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ توجہ فرمائیں

یہ امر بار بار نوٹس میں آ رہا ہے۔ کہ بعض جماعتوں کے سکرٹریان مال چندہ جات کی رقوم مرکز میں بھجواتے وقت۔ کمیشن منی آرڈر اور اخراجات خط و کتابت رقم چندہ جات سے وضع کر لیتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ اس سے چندہ کے حسابات میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے اس لئے جملہ سکرٹریان مال کی توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چندہ جات کی رقوم مرکز میں بھجواتے وقت کمیشن منی آرڈر و اخراجات خط و کتابت اس میں سے وضع نہ کیا کریں۔ بلکہ ایسے اخراجات مقامی فنڈ سے ادا کیا کریں جس کے وصول کرنے کی

"کلمۃ الفصل" ایڈیشن دوم مل گیا ہے

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ربوہ)

میں نے ایک جماعتی ضرورت کے ماتحت کلمۃ الفصل ایڈیشن ثانی (یعنی "مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت") کے متعلق المصلح میں اعلان کرایا تھا کہ کسی دوست کے پاس ہو تو مجھے بھجوا دیں۔ اب اسی سلسلہ میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مطلوبہ رسالہ کا نسخہ بعض دوستوں کی طرف سے مجھے پہنچ گیا ہے۔ لہٰذا اب کوئی دوست مزید تکلیف نہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ) ۳۰-۸-۵۳

دل میں جو حسرت ہے وہ ہونٹوں پہ آ سکتی نہیں!

(۱) محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ فضل عمر و سندھ سے لکھتی ہیں کہ میرے خاوند چوہدری نصیر احمد صاحب نصرت آباد سندھ ۳ جون کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔ مرحوم اپنی زندگی میں شاندار قربانی راہ خدا میں کرتے رہے ہیں۔ تحریک جدید کے چندہ میں وہ نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور سال ۱۹ کا ان کا وعدہ ۵/- ۱۴ تھا۔ جو ابھی ادا نہیں کیا تھا کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اب ان کی اہلیہ صاحبہ جو ان ہی کے نقش قدم پر چلنے والی ہیں۔ لکھتی ہیں کہ:۔

"میں ان کا ۵/- ۱۲ کا وعدہ دسمبر ۱۹۵۳ء میں ادا کر دوں گی جزاکم اللہ احسن الجزاء اور تا حیات ان کی طرف سے چندہ تحریک جدید دیتی رہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اس نیک کام کی توفیق بخشے۔"

کئی دوست ہیں جنہوں نے اپنے مرحوم خویش و اقارب کی طرف سے ان کو ثواب پہنچانے کے لئے تحریک جدید میں باقاعدہ حصہ لیا ہے۔ اور کئی ہیں جن کے عزیز تحریک جدید کے دور اول کے ان آخری ایام میں وفات پا چکے ہیں۔ انہوں نے ان کا چندہ ادا کر دیا ہے۔ یا ادا کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے تاکہ ان کا نام انیس سال تک ادا کرنے والوں میں آ جائے۔ اگرچہ وہ جو وفات پا چکے ہیں اور ان کی طرف سے کسی نے آئندہ نہیں دیا۔ ان کا نام بھی فہرست میں آ سکے گا۔ بشرطیکہ وہ اپنی زندگی میں متواتر دیتے رہے ہوں۔ بہرحال وفات یافتگان کی طرف سے چندہ دیا جا سکتا ہے اور ان کا نام فہرست میں لایا جا سکتا ہے۔

(۲) ایک دوست چوہدری نذیر احمد صاحب فروٹ سپیشلسٹ جو شروع تحریک جدید سے نمایاں اضافہ سے حصہ لیتے آ رہے تھے سو ٹی بی کی موذی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ علاج معالجہ کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت بخشے آمین۔

"قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹے کام بنا دے"

اخراجات کی زیادتی اور کمی آمد کے باعث کچھ سالوں کا بقایا ہو گیا۔ تو آپ نے دفتر آبادی ربوہ کو لکھا۔ کہ میں نے ایک کنال اراضی ربوہ میں ۵۰۰/- میں خرید کی ہے۔ میرے ذمہ تحریک جدید کا بقایا ہے اس کے عوض میں زمین نہیں لینا چاہتا۔ یہ رقبہ میرے تحریک جدید کے چندہ میں ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ اس رقم کی ادائیگی پر ان کا انیس سالہ حساب اضافہ کے ساتھ ہو گیا سو وہ ادائیگی چندہ کی اطلاع پر لکھتے ہیں:۔

"آپ کا ملفوف کھول کر پڑھا۔ دل سے الحمد للہ نکلا کہ آپ نے مجھے میری زندگی ....

..... میں یہ خوشخبری پہنچا دی۔ کہ میرے انیس سالہ تحریک جدید کے وعدہ جات مکمل طور پر ادا ہو چکے۔ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ فوری جواب بھجوا دیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ بندہ ٹی بی کے عارضہ سے قریباً ۲ سال سے بیمار ہے۔ ذریعہ معاش عمر اور صحت سے جواب مل چکا ہے حضرت اقدس کے حضور اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست کریں۔ افسوس کہ میرے مالی ذرائع بند ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ ورنہ

دل میں جو حسرت ہے وہ ہونٹوں پہ آ سکتی نہیں

(۳) ایک معتد بہ حصہ ایسے احباب کا ہے کہ جن کا سال رواں ابھی تک قابل ادا ہے۔ اور اب تو آخری وقت بھی قریب تر آ گیا ہے۔ سو جن کے وعدے کی رقوم قابل ادا ہیں۔ وہ توجہ کر کے اس ماہ میں اپنا حساب صاف کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

کشمیر کے معاملہ میں روس مداخلت کر رہا ہے ڈاکٹر رام منوہر لوہیا کا انکشاف

بھارت کے مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں سے محروم کیا جا رہا ہے

نئی دہلی یکم ستمبر۔ سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے کہا ہے۔ کہ بھارت میں مسلمانوں کے لئے ترقی کے تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور انہیں بھارت کا غدار سمجھا جاتا ہے ڈاکٹر لوہیا نے کہا۔ کہ بھارت کے ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ انتہائی نامناسب اور غیر منصفانہ ہے۔ دہلی کے آزاد خیال اخبار "نئی دنیا" نے ڈاکٹر لوہیا کی تقریر شائع کی ہے۔ یہ تقریر انہوں نے پرجا سوشلسٹ پارٹی کے کارکنوں کے ایک جلسہ میں کی تھی۔ ڈاکٹر لوہیا نے اپنی اس تقریر میں کہا۔ کہ انگریز بھی مسلمانوں پر اعتماد نہیں کرتے تھے اب ہندوؤں نے بھی یہی رویہ اختیار کر لیا ہے۔ ہندو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر پاکستان نے بھارت پر کبھی حملہ کیا۔ تو بھارت کے مسلمان پاکستان کا ساتھ دیں گے۔ اسی ذہنیت کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مسلمانوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان کی ترقی کے راستے میں ہر قسم کی مشکلات کھڑی کر دی گئی ہیں انہوں نے کہا کہ اس وقت سرکاری دفتروں میں مسلمانوں کی تعداد برائے نام ہے۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت اور ہندوؤں پر عائد ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوہیا نے کہا۔ کہ تقسیم کے بعد کم از کم مسلمانوں پر اعتماد کر لیا جانا چاہیئے تھا۔ آج تعلیم یافتہ اور ماہر صنعتکار مسلمان بے روزگار ہیں۔ مسلمانوں میں صنعت کاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر انہیں ملک کی صنعت میں داخل ہونے کی موقع نہیں دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے ایسے کاریگر مسلمان فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے کہا۔ کہ پنڈت نہرو کا یہ دعویٰ انتہائی کھوکھلا ہے۔ کہ وہ بھارت کے مسلمانوں کے "محافظ" ہیں۔

ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے اپنی اس تقریر میں شیخ عبد اللہ کی رہائی کا بھی مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا شیخ عبد اللہ کی برطرفی۔ گرفتاری سٹر تالیں اور فائرنگ نے جس سے لاتعداد افراد ہلاک ہوئے کشمیریوں کا دل توڑ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ چونکہ کشمیر نے اسے دعوت دی تھی۔ اس لیے بھارتی فوج کو کشمیر میں بھیجا گیا۔ اسی دعوت کی بنیاد پر بھارتی فوج نے کشمیریوں کا خون بہایا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے بھارتی فوجوں کو کشمیر میں آنے کی دعوت دی تھی۔ کیا وہ اب اس دعوت کو واپس لینے کا بھی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ دعوت واپس لی گئی۔ تو اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ بھارت کو اس پر سوچنا چاہیئے۔ بھارت کے اخبارات نے عبد اللہ پر کیچڑ اچھالنے کی جو مہم شروع کر رکھی ہے اس کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ کشمیر کے معاملہ میں بعض غیر ملکی طاقتوں نے مداخلت کی ہے لیکن یہ مداخلت صرف امریکہ کی طرف سے نہیں ہوئی۔ بلکہ روس نے بھی کشمیر کے معاملات میں مداخلت کی ہے۔ ڈاکٹر لوہیا نے کل پرجا سوشلسٹ پارٹی کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ کمیونسٹ مقبوضہ کشمیر میں اعلیٰ عہدوں پر قابض ہو چکے ہیں۔ مسٹر لوہیا نے کہا۔ کہ یہ سب کمیونسٹ ایک وقت شیخ عبد اللہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے مگر اب ۔۔۔

پاکستان سیمنٹ کے معاملہ میں خود کفیل ہو جائے گا!

کراچی یکم ستمبر:۔ امید ہے ۱۹۵۵ء تک پاکستان اپنی ضرورت کے مطابق سیمنٹ تیار کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ حکومت اس وقت سیمنٹ سازی کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے ایک جامع پروگرام پر غور کر رہی ہے جس کی رو سے ۱۹۵۵ء تک پاکستان میں سیمنٹ کے سات کارخانے کام کرنے لگیں گے ان سب میں سالانہ دس لاکھ ٹن سے زیادہ سیمنٹ تیار ہو گا۔ جو ملک بھر کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔

وزیر اعظم محمد علی کی نشری تقریر کے ترجمہ کی وجہ سے انگریزی خبروں کا بلیٹن آدھا رہ گیا

کراچی یکم ستمبر:۔ آج شب ریڈیو پاکستان سے انگریزی خبریں پندرہ منٹ کے بجائے صرف ۷ منٹ سنائی گئیں۔ انگریزی خبریں ۸ بجے ۱۰ منٹ دیر سے شروع ہوئیں کیونکہ وزیر اعظم کی نشری تقریر کا اردو ترجمہ طویل ہو گیا۔ اور خبریں پونے ۸ بجے کی بجائے ۸ بجکر ۳ منٹ پر شروع ہوئیں۔ اور ۸ بجے ختم کر دی گئیں۔ اردو خبریں پورے وقت پر ہوئیں۔

پاکستان اقوام متحدہ کی صدارت کیلئے

بھارت کی مسز پنڈت کی حمایت کریگا

نئی دہلی یکم ستمبر:۔ حکومت پاکستان نے حکومت ہند کو مطلع کیا ہے۔ کہ اگر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس کی صدارت کے لئے بھارت کی مسز وجے لکشمی پنڈت کا نام پیش کیا گیا۔ تو پاکستان کی حکومت اس کی حمایت کریگی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۱۵ ستمبر کو ہو گا

مسئلہ کشمیر سے چین کی دلچسپی کا اظہار

پاکستان و بھارت کے وزراء اعظم کی کانفرنس کا خیر مقدم

لندن یکم ستمبر:۔ کشمیر چونکہ سنکیانگ کے چینی علاقہ کے ارد گرد واقع ہے۔ اب چینیوں کی دلچسپی کا بھی مرکز بن گیا ہے۔ چنانچہ اخبار پیپلز ڈیلی نے جو چین کا موقر اخبار ہے اپنے حالیہ مقالہ میں وزراء اعظم کی حالیہ ملاقات کا خیر مقدم کیا ہے۔ اخبار نے لکھا ہے۔ کہ اب تک امریکی و برطانوی سامراجیوں نے کشمیر کے مسئلہ کو حل نہ کرنے دیا تھا۔ اخبار نے لکھا ہے۔ کہ شیخ عبد اللہ امریکہ کے گرگے ہیں۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ آزاد ریاست کیلئے کشمیر میں فوجیں رکھنا ضروری ہے۔ مگر سامراجیوں کی یہی منطق بے بنیاد ثابت ہوئی ہے۔ اور اس طرح وہ مداخلت کیا کرتے ہیں اخبار نے لکھا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کا حل آزاد اور غیر جانبدار استصواب ہے۔ بشرطیکہ غیر ملکی طاقتیں مداخلت نہ کریں۔

پاکستان کشمیریوں کو حق خود اختیاری دلا کر رہے گا

مسلح افواج میں تخفیف کے احکام روک دیئے گئے

کراچی ۱۰ ستمبر۔ کل رات سوا سات بجے ریڈیو پاکستان سے آنریبل مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے قوم کے نام اپنی دوسری ماہانہ تقریر نشر کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ ہم بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہیں مگر کشمیریوں کے حق خود ارادی دلوانے کا جو وعدہ ہم نے کیا ہے۔ اسے پورا کر کے رہیں گے۔ آپ نے بتایا۔ کہ ان کی پیش رو حکومت نے اقتصادی بجٹ کے سلسلہ میں ملک کی مسلح افواج میں تخفیف کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر اب حکومت پاکستان نے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ فوراً بند کر دیا جائے۔

آپ نے فرمایا۔ "مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے اس خیال کو پسند فرمایا۔ کہ ہمیں جو مسائل درپیش ہیں۔ ان کے متعلق آپ کا وزیر اعظم ہر مہینہ آپ کو مطلع کرتے رہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی اور آپ کی حکومت کے درمیان تعاون بڑھے گا۔ دونوں ایک دوسرے کو زیادہ سمجھنے لگیں گے۔ اور اس طرح باہمی تعاون اور مفاہمت سے ملک کی فلاح و بہبود کے کاموں میں ترقی ہوگی۔

آج سے ایک ماہ پہلے جب میں نے ریڈیو پر آپ سے خطاب کیا تھا۔ سنگین واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے ہمارے درمیان ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہمارے دلوں کو صدمہ پہنچا ہے۔ میں اس وقت زیادہ تر انہیں واقعات اور ان کے اثرات کے بارے میں آپ سے کچھ عرض کروں گا۔

پچھلے ہفتوں میں ہماری توجہ بیشتر مسئلہ کشمیر ہی پر مرکوز رہی ہے۔ میں نے اس اہم مسئلہ اور دوسرے قضیوں کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری سنبھالتے ہی اپنی حکومت کی اس خواہش کا اعلان کر دیا تھا۔ کہ ہم ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ہندوستان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ اور انتہائی خلوص کے ساتھ ان جھگڑوں کو طے کرنے کی کوشش کریں گے۔

میں لندن میں ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو سے ملا۔ اور میں نے محسوس کیا۔ کہ وزیر اعظم ہندوستان بھی مسئلہ کشمیر کے پُرامن اور منصفانہ تصفیے کے خواہشمند ہیں۔ لندن کی ملاقات کے بعد پھر کراچی میں ہماری ملاقات ہوئی۔ اور اگرچہ ہمیں مسئلہ کشمیر کے حل کرنے میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن ہم دونوں اس امر پر ضرور متفق ہو گئے ہیں۔ کہ اس سلسلہ میں مزید کوششیں ہمیں حل سے قریب تر کر دیں گی۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ یہ ان ہی ملاقاتوں کا براہ راست نتیجہ تھا۔ اور کشمیر کے حل کے متعلق جو امید پیدا ہوئی۔ وہ بھی ان ہی ملاقاتوں کا نتیجہ تھی۔ اہل کشمیر نے بھی یہ محسوس کرنا شروع کر دیا۔ کہ وہ دن دور نہیں جب وہ آزادانہ استصواب رائے کے ذریعہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کر سکیں گے۔ ان کے سینوں میں امید کی ایک نئی شمع روشن ہو گئی۔ اور انہوں نے یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ وہ اپنے حقوق پہچانتے ہیں یہی نہیں بلکہ انہوں نے پاکستان کے حق میں نعرے لگا کر وہ جذبات بھی ظاہر کر دیئے جو اب تک ان کے نہاں خانہ دل میں محفوظ تھے۔ یہ شیخ عبداللہ نے ہوا کے رخ کو دیکھ لیا۔ وہ مخالف رائے عامہ کے بڑھتے ہوئے طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ یہ شیخ عبداللہ نے حمایت پاکستان کے ان جذبات سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے خود مختار کشمیر کا نعرہ بلند کیا۔ اور اسے عامہ سے مجبور ہو کر ہندوستان کی بات چیت ماننے سے انکار کر دیا۔ ہندوستان نے جب یہ دیکھا تو چالاکی سے کام لیا۔ شیخ عبداللہ کو برطرف کر کے قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ہیں ان کی تفصیل میں جانا غیر ضروری خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔

ہندوستان نے ایک اور نامزد بخشی کو ہندوستانی فوجوں کے بل بوتے پر برسر اقتدار لایا گیا۔ جس نے اقتدار سنبھالتے ہی ظلم کا بازار گرم کر دیا۔ عوام نے اپنے جذبات پامال ہوتے دیکھ کر مظاہرے کئے۔ ان پر گولیاں برسائی گئیں جن سے قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ اور دھڑا دھڑ گرفتاریاں کی گئیں۔ ان سرکاری ملازموں کو گرفتار کر لیا گیا یا برطرف کر دیا گیا۔ جن پر عوام کے جذبات سے ہمدردی رکھنے کا شبہ تھا۔ یہ سب ایسی حقیقتیں ہیں جن کا اعتراف کیا جا چکا ہے۔ سب سے پہلے سرکاری طور پر اطلاع دی گئی تھی کہ فائرنگ میں صرف تین آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ اس کے بعد مرنے والوں کی سرکاری تعداد دس گنا ہو گئی۔ لیکن دوسرے ذرائع سے جو اطلاعات فراہم ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت لوگ اس سے بہت زیادہ تعداد میں ہلاک ہوئے اور گرفتار کئے گئے ہیں۔

ان مظلوموں میں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی یہ بڑے دلگداز واقعات ہیں۔ ہمارا دل اپنے کشمیری بھائیوں کی ناگہانی مصیبت پر خون کے آنسو رو رہا ہے۔ اہل پاکستان ان واقعات سے شدید طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ اور یہ ایک بالکل فطری بات ہے۔ کیونکہ ہم کشمیر کے ساتھ مذہبی۔ اقتصادی اور جغرافیائی رشتوں سے وابستہ ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ میرے رفقاء کار کو اور مجھے خاص طور پر اس بات پر دکھ ہوا۔ کہ کشمیر میں یہ واقعات ایسے وقت پیش آئے جب کہ وزیر اعظم ہندوستان اور میں کشمیر کے جھگڑے کو طے کرنے اور ہندوستان اور پاکستان کی دوستی بڑھانے کے مشکل کام میں مصروف تھے۔ مجھے اس سے بڑا صدمہ ہوا۔ کہ اہل کشمیر کو محض اس وجہ سے جیلوں میں ٹھونسا جا رہا ہے۔ یا گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے ساتھ ریاست کے الحاق کے سوال پر آزادی سے اپنی رائے ظاہر کرنے کی جرأت کی ہمارے نزدیک یہ ایک اصول کی بات ہے۔ کہ ہندوستانی مقبوضہ کشمیر یا آزاد کشمیر کے لوگوں کو ہندوستان یا پاکستان میں شمولیت کے سوال پر آزادی سے رائے ظاہر کرنے کا حق ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کشمیر کے واقعات سے ہمیں سخت صدمہ پہنچا۔

کشمیر میں کیا ہو رہا ہے بیرونی دنیا کو ابھی حقائق سے پوری آگاہی نہیں۔ کشمیر میں اخباری نامہ نگاروں اور دوسرے غیر ملکیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ اور جموں اور کشمیر کے ان علاقوں میں جن پر ہندوستان کا قبضہ ہے سخت سنسر قائم کر دیا گیا۔ پھر بھی جو تھوڑی بہت خبریں معلوم ہو سکی ہیں۔ وہ اتنی سنگین ہیں۔ کہ ان پر دنیا میں چوطرفہ سخت نکتہ چینی کی گئی۔ ہمارے دل غم سے بوجھل ہو گئے۔ اور عوام میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔

جب آپ اہل کشمیر سے اپنی دلی ہمدردیوں کا اظہار کر رہے تھے۔ اور انہیں یقین دلا رہے تھے کہ آپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس وقت آپ کی حکومت بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھی تھی

ہم نے کابینہ کے اجلاس متواتر طلب کئے۔ اور یہ فیصلہ کیا۔ کہ میں وزیر اعظم ہندوستان سے فوری ملاقات کروں۔ ہم نے اپنے یوم آزادی پر خوشی کی تمام تقریبات منسوخ کر دیں۔ قیام پاکستان کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ یوم پاکستان کے قومی تہوار میں خوشی اور شادمانی کی بجائے ہمارا دل بوجھل ہو رہا تھا مجھے خوشی ہے۔ کہ پنڈت نہرو نے ملاقات کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ میں وزیر خارجہ کے ساتھ ایسے وقت دہلی پہنچا جب کہ کشمیر میں افسوسناک واقعات کا یہ سلسلہ جاری تھا۔

میں نے وزیر اعظم ہندوستان کو بتایا کہ صورت حال کتنی نازک ہے۔ اور جلد سے جلد تصفیہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ کشمیر کے مسئلے کا حل صرف یہ ہے۔ کہ اہل کشمیر کو جلد موقعہ دیا جائے کہ وہ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے کے ذریعہ اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کر سکیں۔ پانچ سال سے اس مقصد کے حصول کی طرف کوئی قدم نہیں بڑھایا گیا۔ اور ناظم استصواب رائے کے ابتدائی تقرر اور اسے کام شروع کرنے کا موقعہ دینے کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ استصواب رائے کا راستہ صاف کرنے کے لئے ابتدائی امور کا تصفیہ بھی نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ریاست سے فوجوں کی واپسی اور غیر جانبدارانہ نظم و نسق کے معاملوں پر تعطل رہا۔

میں نے دیکھا کہ وزیر اعظم ہندوستان بھی جلد تصفیہ چاہتے ہیں۔ اور تعطل کو دور کرنے کی دلی خواہش رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے درمیان ناظم استصواب رائے کے تقرر کی ایک قطعی تاریخ طے ہو گئی۔ اور یہ بھی طے ہو گیا کہ ناظم استصواب رائے اپنے تقرر کے بعد استصواب رائے کے انتظامات شروع کر دیں۔ ہمارے درمیان اس امر پر بھی اتفاق ہو گیا۔ کہ دونوں حکومتوں کے فوجی اور سول ماہرین کی کمیٹیاں دوسرے ابتدائی امور کا تصفیہ کریں یہاں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ ناظم استصواب رائے کے تقرر کے لئے اپریل ۱۹۵۴ء کے اختتام تک کی جو تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ وہ انتہائی معینہ مدت ہے۔ ابتدائی امور اگر پہلے ہی طے ہو گئے۔ تو ناظم استصواب رائے اپریل ۱۹۵۴ء کے اختتام سے پہلے ہی مقرر کر دیا جائے گا۔

دہلی میں ہمارے درمیان صرف یہی طے ہوا ہے۔ اور اس کا اعلان اس مشترکہ بیان میں کیا جا چکا ہے۔ جو دہلی میں پنڈت نہرو اور میری ملاقات کے بعد شائع کیا گیا۔ لیکن افسوس کہ اخبارات نے ناواقفیت کی بنا پر جو تبصرے کئے۔ اور بعض افراد کے قیاسی بیانات کی جو قیاسی خبریں شائع ہوئیں۔ ان سے معاہدہ دہلی کی اہمیت کے بارے میں بڑی الجھن پیدا ہو گئی ہے۔ میں نہایت صاف طور پر یہ ناقابل تردید بات آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ جن دو امور کا میں نے ابھی ابھی ذکر کیا ہے۔ یعنی ایک تو وہ آخری تاریخ جب تک ناظم استصواب رائے کو مقرر ہو جانا چاہیئے۔ اور دوسرا ان کمیٹیوں کا تقرر جو اس تاریخ سے پہلے ابتدائی امور کے تصفیہ میں دونوں وزرائے اعظم کو مدد دیں گی۔ ان کے علاوہ میں نے اور کسی امر کے متعلق سمجھوتہ نہیں کیا۔ یہ بات کہ میں نے نمٹز کو چھوڑ کر کسی اور کو ناظم استصواب رائے مقرر کرنے پر اظہار رضامندی کیا ہے۔ بالکل بے بنیاد ہے۔

اخبارات میں ایک اور بات بھی شائع کی گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ مان کر کہ ناظم استصواب رائے کا تقرر جموں اور کشمیر کی حکومت کرے گی۔ اس امر کے بارے میں موجودہ سمجھوتے میں جو کچھ درج ہے۔ وہ صرف اسی سمجھوتے کا اعادہ ہے۔ جو آج سے چار برس قبل ہو چکا تھا۔ یہ وہی سمجھوتہ ہے۔ جس کی بناء پر اقوام متحدہ کمیشن برائے پاکستان و ہندوستان کی سفارشات کو سلامتی کونسل میں منظور کیا گیا تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ آج یا اس سے پہلے کبھی بھی کشمیر کی نام نہاد حکومت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ہم تو اس بات پر مصر رہے ہیں۔ اور رہیں گے کہ جموں اور کشمیر کی صرف وہی حکومت تسلیم کی جائے گی۔ جو کشمیر کے لوگ اپنی آزادانہ رائے سے وجود میں لائیں اور ابھی تک کشمیریوں کو وہ آزادانہ حق رائے دہی نہیں ملا ہے۔

آپ مطمئن رہیئے کہ آپ کی حکومت کا یہ ارادہ

(باقی دیکھو صفحہ ۸ پر)

وزیر اعظم کی تقریر (بقیہ صفحہ ۷)

پہاڑ کی طرح اٹل ہے۔ کہ کشمیریوں کو آزادانہ رائے دہی کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں اس امر کا آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ آپ کی حکومت کوئی ایسی شرط ہرگز ہرگز نہ مانیگی جس سے ہمارے اس مقصد کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

فی الحال آپ جانتے ہیں۔ کہ اس موضوع پر میرے لئے کچھ اور کہنا مصلحت کے خلاف ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں نے اور میرے رفقائے کار نے میرے دہلی سے آنے کے بعد کشمیر کے مسئلہ کے ہر پہلو پر غور و خوض کیا ہے۔ افواہیں پھیلانے والے شرارت پسند لوگوں نے یہ افواہ پھیلا دی۔ کہ آپ کی کابینہ میں کشمیر کے مسئلہ پر اختلاف ہو گیا۔ یہ بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ آپ کی کابینہ میں جو کچھ فیصلہ ہوا۔ وہ مکمل اتفاق رائے سے ہوا۔ میرے رفقائے کار اور میں یک جان ہو کر اس مسئلہ کے حل کی تدبیروں پر عمل پیرا ہیں۔ کابینہ کے صلاح و مشورہ کے بعد ہندوستان کے وزیر اعظم کے نام ایک اور مراسلہ بھیجا گیا ہے۔ اس مراسلہ میں ان امور کے حل کے متعلق کچھ وضاحت طلب کی گئی ہے۔ گو مجھے وزیر اعظم کی طرف سے ایک مراسلہ وصول ہوا ہے۔ لیکن جواب طلب امور کی وضاحت کا تا حال ہم کو انتظار ہے۔

اخبارات میں ایک یہ بھی نکتہ چینی کی گئی ہے۔ کہ ہم اقوام متحدہ کو چھوڑ کر الگ فیصلہ کر رہے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ سلامتی کونسل سے کشمیر کے مسئلے کی واپسی کے متعلق ہمیں کبھی خیال گذرا اور نہ گذریگا۔ اور نہ ہم کوئی ایسی بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ جس سے اس بین الاقوامی ادارے کے فیصلوں پر کوئی برا اثر پڑے۔

کسی اور موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے سے پہلے میں کشمیر کے عوام سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ان کشمیری عوام سے جن کے لئے آزادانہ حق رائے دہی حاصل کرنے کا ہم حتمی عہد کر چکے ہیں۔ میں اپنے کشمیری بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان کا دکھ ہمارا دکھ ہے۔ ان کی مصیبت ہماری مصیبت ہے۔ ان کی تکلیف ہماری تکلیف ہے۔ آج میں ان کے سامنے اور آپ کے سامنے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کی حکومت اپنے عہد پر ہمیشہ قائم رہے گی۔ راستہ چاہے کتنا ہی کٹھن کیوں نہ ہو۔ مسئلہ کا حل چاہے کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو۔ چاہے کتنی ہی سخت سے سخت قربانیاں دینی پڑیں۔ ہم کشمیری عوام کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ پریشان اور ہراساں ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

میں اپنے ہم وطنوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حکومت کے ساتھ تعاون پر کمربستہ رہیں۔ میری پرزور درخواست ہے کہ اس غلط اور زہریلے پراپیگنڈے سے ہرگز ہرگز متاثر نہ ہوں۔ جو غیر ذمہ دار لوگ شد و مد سے کر رہے ہیں۔ یہ غلط پراپیگنڈا صرف اس لئے ہو رہا ہے۔ کہ ملک کے دشمن ہم میں انتشار دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس مقصد کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ جس کو حاصل کرنے کا ہم عہد کر چکے ہیں آپ کی مدد اور آپ کے تعاون سے ہم ضرور اپنا عہد پورا کریں گے۔ پاکستان کا دوسرا نام اتفاق ہے۔ اور ہم کو اتفاق کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیئے

مجھے پنڈت نہرو کے سیاسی تدبر کا اعتراف ہے۔ اور مجھے بھروسہ ہے۔ کہ پنڈت نہرو اس سمجھوتہ پر پورا پورا عمل کریں گے جو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ان کی اور میری وساطت سے ہوا ہے۔ اور پنڈت نہرو کو اور مجھے اس امر پر پورا پورا اتفاق ہے کہ کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کے سمجھوتہ کے بعد پاکستان اور ہندوستان کے درمیان دوستی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔

دہلی کے عوام نے جس گرمجوشی سے دہلی میں میرا استقبال کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ پاکستان اور ہندوستان کے عوام کے درمیان خیر سگالی کا جذبہ موجود ہے۔ اور اس طرح مجھے یقین ہے کہ پنڈت نہرو نے پاکستان میں اپنا استقبال دیکھ کر بھی اندازہ لگایا ہوگا۔ لیکن گذشتہ چھ سال کے کشیدہ واقعات نے اس خیر سگالی کو پنپنے نہیں دیا۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں کے عوام کی بہبودی اسی میں ہے۔ کہ ہندو پاکستان کے تعلقات دوستانہ ہوں۔ یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ کشمیر کا مسئلہ منصفانہ اور عزت دارانہ طور پر سلجھایا جا سکے۔ ہندوستان کے وزیر اعظم نے اور میں نے دونوں ملکوں کے اخبارات سے اور عوام سے درخواست کی ہے۔ کہ ایسی فضا قائم کریں جس میں نفرت اور تعصب کو دخل نہ ہو تاکہ ہم یکسوئی سے کشمیریوں کو آزادانہ حق رائے دہی دلانے کی طرف متوجہ ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ میری یہ درخواست منظور کر لیں گے۔ اگر یہ درخواست منظور نہ کی گئی۔ تو کامیابی ناممکن ہے۔

کچھ عرصہ سے یہ نکتہ چینی سننے میں آ رہی ہے۔ کہ حکومت اپنی مسلح فوجوں کو کمزور کرنے کی پالیسی پر چل رہی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہماری یہ پالیسی نہیں ہے۔ اور ہماری مسلح افواج میں کوئی کمزوری واقع نہیں ہوئی۔ اسلئے ہماری دفاعی افواج کا دنیا کی بہترین فوجوں میں شمار ہوتا ہے۔ وہ ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ کہ حکومت نے اخراجات میں کچھ کمی کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اس طرح کہ فوجوں کے کام میں کوئی فرق نہ آنے پائے۔ اس کے بعد اس فیصلہ پر نظر ثانی کی گئی۔ اور یہ طے کیا گیا کہ اس معاملہ میں ذرا بھی خطرہ مول نہ لیا جائے۔ فوج میں تخفیف کو روکنے کے احکام جاری کر دیئے گئے ہیں۔ آپ اطمینان رکھیئے کہ ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جائے گا۔ جس سے ہماری افواج کی کارکردگی میں ذرا بھی کمی یا کمزوری واقع ہو۔ مجھے اس خیال سے پورا اتفاق ہے کہ دفاع کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اسے مقدم رکھا جائے گا۔ پاکستانی فوج کے مظاہرے پر میں نے جو کچھ عرض کیا تھا۔ میں اس کا اعادہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا۔ کہ ہم جنگ کا دہانا پسند کریں گے۔ لیکن آزادی کو خطرہ میں نہیں پڑنے دیں گے۔ آپ کی حکومت ملک کی گراں مایہ آزادی کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرے گی۔

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ یاد رکھئے میرے اور میرے رفقائے کار کے دل میں آپ کی فلاح اور بہبودی کے سوا اور کوئی خیال نہیں ہے۔ اور ہم آپ کی فلاح اور آپ کی بہبودی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ خدا حافظ۔۔۔۔۔

(پاکستان زندہ باد)

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

سے اپنے قواعد و ضوابط اور احکام کی پابندی سختی سے نہ کروائے۔ اور اگر کوئی رکن پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کرے۔ تو اس کو سزا نہ دے۔

افسوس ہے جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا۔ مسلم لیگ نے اس ضمن میں بہت نرمی سے کام کیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اس کے وقار کو دھکا لگنے کا ڈر پیدا ہو گیا ہے۔ اور جس سے ملک میں کئی مقامات پر فتنوں کی پرورش میں مدد اور تخریب پسند عناصر کو تقویت حاصل [illegible] ہوئی ہے۔

ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ کہ کراچی کارپوریشن کے انتخابات میں جن لوگوں کے متعلق پارٹی ڈسپلن کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہے۔ ان کا جرم ثابت ہے یا نہیں۔ ایڈہاک کمیٹی جس کے سپرد یہ معاملہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ پوری پوری تحقیقات کرے گی۔ اور کسی جانبداری کی مرتکب نہیں ہوگی۔ مگر ہم یہ ضرور کہتے ہیں۔ کہ مسلم لیگ کو اس معاملہ میں بے جا نرمی کی پالیسی ترک کر دینی چاہیئے۔ اور پارٹی کے پروگرام اور اس کے قواعد و ضوابط کی پابندی پر پورا پورا زور دینا چاہیئے۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ پارٹی کو ایسے عناصر سے پاک و صاف رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو اس کی قوت و اثر کو نقصان پہنچانے والے ہوں۔

حکومت عراق مستعفی ہو گئے

بغداد یکم ستمبر۔ آج عراقی وزیر اعظم جمیل مدفعی نے اپنی کابینہ کا استعفیٰ پیش کر دیا۔ وزیر اعظم اپنے حق میں اکثریت نہ دیکھ کر مستعفی ہوئے۔ صحت کے پیش نظر پارلیمنٹ کا اجلاس بلانے پر رضامند نہیں ہیں۔ نیز نوری سعید کے ساتھ اکثریت دیکھ کر انہیں وزیر اعظم بننے کا موقع دینے کے لئے مستعفی ہوئے ہیں۔

پنڈت نہرو نے مستعفی ہونے کی دھمکی دے دی

بمبئی ۲ ستمبر۔ اخبار کرنٹ بمبئی کے نمائندے نے اطلاع دی ہے کہ بھارتی پارلیمنٹ کے بہت سے ممبران ایوان میں یہ مطالبہ پیش کرنے والے ہیں۔ کہ ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کی موت کے واقعات کی تحقیقات کی جائے۔ لیکن پنڈت نہرو اس کے مخالف ہیں۔ اور وہ اسے اپنے خلاف عدم اعتماد خیال کرتے ہیں۔ اخبار کا بیان ہے کہ پنڈت نہرو نے دھمکی دی ہے کہ اگر اس تحریک کو پیش کرنے پر زور دیا گیا۔ تو وہ استعفیٰ دیدیں گے۔ اس سے پہلے بھی پنڈت جی اس قسم کی دو دھمکیاں دے چکے ہیں۔ مگر یہ دھمکیاں سردار پٹیل کے دور میں دی گئی تھیں۔

وکلا عوام میں بہتر شہری بننے کا رحجان پیدا کریں۔ گورنر جنرل کی تقریر

کراچی ۲ ستمبر۔ بار ایسوسی ایشن کی دوسری سالانہ ضیافت کے موقعہ پر گورنر جنرل نے کہا۔ ہم اس اصول کے قائل ہیں۔ کہ عدلیہ خود مختار ہے۔ اور یہ کہ قانون کی حیثیت بالاتر ہے گورنر جنرل نے کہا۔ کہ آجکل حالات پیچیدہ ہو رہے ہیں۔ جو رفتار زمانہ کے مطابق حالات تبدیل ہو رہے ہیں ان سے قانون کی زبردست طاقت کے ساتھ عہدہ برآ ہونا چاہیئے۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ ہونا چاہیئے مگر موجودہ حالات کے تقاضے پورا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً قانون وضع کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ بعض حالات میں انتظامیہ کے ہاتھ میں اختیارات دینے ہونگے کچھ رحجانات ایسے ہیں۔ جنہیں منضبط انتظامیہ کے بغیر روکا نہیں جا سکتا۔ سوسائٹی میں جو غیر سماجی سرگرمی اور رخنہ اندازی کا رحجان پیدا ہو رہا ہے۔ جدید حکومتیں اس کی بیخ کنی کے لئے قانون سازی میں بڑی مصروف ہیں۔ بعض مرتبہ ملک میں ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ اگر عدلیہ اور انتظامیہ مناسب قدم نہ اٹھائیں تو بڑی غیر ذمہ داری سمجھی جائے گی۔ اگر حالات کی نوعیت کے مطابق قانون بنائے جائیں۔ تو وہ غیر معمولی ضرور ہوں گے۔ اس سے قبل گورنر جنرل کا خیر مقدم کرتے ہوئے بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر منظور عالم نے سپاسنامہ پیش کیا۔ اس اجتماع میں گورنر سندھ مسٹر ابراہیم رحمت اللہ، مسٹر چودھری محمد ظفر اللہ خان وغیرہ بھی شریک تھے۔